کتاب نما

سید مودودیؒ : پرعزم زندگی کے گم نام گوشے' محمد حسین شمیم۔ حرا پبلی کیشنز' اردو بازار' لاہور۔ صفحات: ۱۵۷۔ قیمت: ۴۸ روپے۔

مصنف کئی برس تک مرکز جماعت اسلامی پاکستان سے ٹائپ کار کی حیثیت سے وابستہ رہے۔ انھیں مولانا مودودیؒ کے خطوط اور دیگر مسودات ٹائپ کرنے کا موقع ملا۔ زیر نظر کتاب میں انھوں نے مولانا موصوف کے بارے میں سادہ و صاف مگر دل کش انداز و اسلوب میں اپنی یادداشتیں مرتب کی ہیں۔ معلومات اور مشاہدات کی یہ دلچسپ کہانی ایک ایسے شخص نے لکھی ہے جو مولانا کے بہت قریب رہا اور جسے ان کا اعتماد حاصل تھا۔

مولانا کی باذوق' نفیس اور دل نواز شخصیت کی متنوع جھلکیاں' ضبط نفس' انداز تالیف و تحریر' بظاہر معمولی اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں احتیاط' دوسروں کی خیر خواہی اور خبر گیری' احترام آدمیت---- اور نجی زندگی کے پہلو: علاج معالجہ' گردے کی تکلیف' بچوں کے لیے فکر مندی--- گرفتاریاں' جیل کی زندگی' سزائے موت' جماعت کے اندرونی اختلافات اور ماچھی گوٹھ وغیرہ وغیرہ--- یہ مولانا کی باقاعدہ سوانح عمری نہیں' مگر اس سے ان کی پرعزم زندگی کے گم نام گوشے سامنے آتے ہیں' ایک داعی حق کی واضح اور خوب صورت تصویر---! مولانا مودودیؒ کی داستان حیات کے زیر نظر چند دل کش اوراق میں جماعت اسلامی اور پاکستان کی جزوی تاریخ بھی آگئی ہے۔ مولانا کے دست نوشت خطوں کے عکس بھی شامل کتاب ہیں۔

شمیم صاحب کی یادداشتوں سے پاکستان کی تحریک اور قیام کی پس منظری داستان کی جھلکیاں بھی سامنے آتی ہیں اور جماعت اسلامی پر بعض علما کی الزام تراشیوں اور مخالفتوں (جو زیادہ تر مصلحتوں اور مفادات کے تابع تھیں' ص ۲۷) کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ مولانا مظہر علی اظہر نے خود تسلیم کیا کہ قائداعظمؒ کو "کافر اعظم" میں نے کہا تھا (نہ کہ کسی اور نے' ص ۴۱)۔

ضابطہ اشاعت میں وضاحت کرنا ضروری تھا کہ یہ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ کاغذی جلد' عمدہ چھپائی اور قیمت مناسب ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

اشاریہ افکار مودودیؒ مرتبہ: انور عباسی۔ ناشر: بک پروموٹرز، مرکز ایف سیون، اسلام آباد۔ صفحات: ۳۷۵۔ قیمت: ۲۲۰ روپے۔

بیسویں صدی کی تاریخ اسلامی فکر و حرکت میں سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ ایک ممتاز اور نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ان کے گہربار قلم نے جدید ذہن میں پیدا شدہ اشکالات کو دور کر کے، قرآن و سنت اور اسلامی روایت کی روشنی میں جس حسن کلام اور حسن دلیل سے کام لیا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا ایک عطیہ ہے۔ سیدی نے سیکڑوں موضوعات پر، ہزاروں صفحات لکھے اور کوئی بات محض لکھنے کے لیے نہیں لکھی، بلکہ ضرورت کے تحت اور مقصد کو ملحوظ رکھ کر پوری ذمہ داری سے لکھی مگر ان کی تحریروں کا کینوس اتنا وسیع اور متنوع ہے کہ کسی خاص موضوع یا مسئلے تک رسائی آسان نہیں ہے۔

تحقیق کاروں اور مطالعہ کرنے والوں کے لیے ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی، جس میں مولانا مودودیؒ کی تحریروں کا باریک بینی سے مطالعہ کر کے، ان کے موضوعات کا ایک جامع اشاریہ بنایا جاتا۔ کم و بیش ایک ہزار موضوعات (آخرت، ابوحنیفہ، اذان، جزیہ، تصوف، شہید، عبدالسلام نیازی، عقل، مجسمہ سازی، معراج، من و سلویٰ، نفسیات، ودیا مندر سکیم، یورپ وغیرہ وغیرہ) کے بارے میں قاری جاننا چاہے کہ مولانا نے کس کس موضوع پر، کہاں کہاں، کس کس کتاب میں لکھا ہے تو یہ کتاب قاری کی دستگیری کرتی ہے۔

اشاریہ سازی کے لیے موضوع کا انتخاب یا تحریر میں بیان کردہ نکتے کو اخذ کرنا، جہاں تحریر کے مجرد روپ کی بنیاد پر ممکن ہوتا ہے، وہیں اس کا دارومدار، اشاریہ ساز کی صلاحیت اخذ و فہم اور ذہنی سطح پر بھی ہوتا ہے۔ "اشاریہ افکار مودودیؒ" مرتب کے ذوق، وجدان، معیار اور نظر انتخاب کا آئینہ دار ہے، اور تحقیق و مطالعہ کرنے والوں کے لیے ایک ہدیہ بھی۔ اس میں بعض پہلوؤں سے کمی محسوس ہو سکتی ہے، اور اس کا تعلق بھی ذوق نظر سے ہو سکتا ہے، لیکن اصل چیز تو کسی بڑے اور مشکل منصوبے پر کام کرنا ہے۔ قلمی جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے، انور عباسی نے نقش اول کے طور پر یہ اشاریہ مرتب کیا ہے۔ اب یہ اہل علم اور متلاشیان حق کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے استفادہ کریں اور مطالعے میں سہولت پائیں، بلکہ اگر کسی پہلو سے کوئی کمی محسوس کریں یا کوئی مشورہ دینا چاہیں، تو ناشر یا مرتب کو ضرور آگاہ کریں۔

بہرحال یہ کتاب، دینی علوم، احیائے اسلام اور مولانا مودودیؒ کی فکر تک رسائی کی خواہش رکھنے والوں کے لیے ایک بامعنی تحفہ ہے۔ جسے مولانا مودودیؒ کی چھوٹی بڑی تصانیف و مرتبہ کتب کی بنیاد پر تیار کیا گیا ہے۔ یہ اشاریہ، مولانا کی تصانیف کے موجودہ ایڈیشنوں پر مبنی ہے۔ اگر کسی آیندہ ایڈیشن میں کسی کتاب کے صفحات میں تبدیلی یا کمی بیشی ہو گی تو اس کتاب کے لیے، یہ اشاریہ کارآمد نہیں رہے گا--- اس اعتبار سے مولانا مودودیؒ کے ناشرین کو ان کی تصانیف کے معیاری اور مستند ایڈیشن تیار اور شائع کرنے چاہییں۔

(سلیم منصور خالد)

سخن دل نواز، مترجم: مولانا امیر الدین مہر۔ اہتمام= ورلڈ اسمبلی آف یوتھ، ریاض، سعودی عرب۔ صفحات: ۱۲۵۔ قیمت: درج نہیں۔

وامی (World Assembly of Youth) کے شعبہ تحقیق و تعلیم کی طرف سے مولفہ، عربی کتاب "فی اصول الحوار" کا موضوع "گفتگو کا فن" ہے۔ دوسروں تک اپنی دعوت پہنچانے کے لیے یہ ایک اہم وسیلہ ہے اور اگر گفتگو کے آداب کا پوری طرح خیال رکھا جائے تو اس سے خاطر خواہ اور بہت عمدہ ثمرات و نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ قرآن حکیم، حدیث نبویؐ اور دینی اکابر کی تالیفات میں بکھرے ہوئے آداب گفتگو کو نہایت عمدگی اور سلیقے سے زیر نظر کتاب میں مرتب کر دیا گیا ہے۔ کتاب کے مختلف عنوانات اس کے موضوعات و مباحث کو بخوبی واضح کرتے ہیں، مثلاً گفتگو اور بے جا بحث میں فرق، قرآن اور گفتگو، رسولؐ اور گفتگو، نیت کا خالص ہونا، مناسب موقع کی تلاش، گفتگو میں خود کو ترجیح نہ دینا، غور سے سننا، بحث ختم کر دینا، متکلم کی ضمیر استعمال نہ کرنا وغیرہ۔

مولانا امیر الدین مہر (اسسٹنٹ پروفیسر، دعوہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد) نے اس مفید، کار آمد اور اپنے موضوع پر جامع کتاب کو نہایت سہل زبان میں اردو میں منتقل کیا ہے۔ اس کی افادیت کا اندازہ کرنے کے لیے ایک اقتباس دیکھیے:

"داعی کو خصوصاً اور ہر گفتگو کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنی بات ہی نہ کہتا رہے کہ دوسرے کو بات کرنے کا موقع ہی نہ دے۔ دوران کلام وقت کا لحاظ رکھے۔ نیز جب وہ کسی کانفرنس میں ہو اور اسے چند منٹ دیے جائیں تو اس کی پابندی کرے اور اگر ایسی محفل ہو کہ جس میں تحدید وقت کا مسئلہ نہ ہو تو داعی اپنے موقف کے مطابق وقت کا تعین خود کرے"۔ مختصر یہ کہ کتاب دلچسپ ہے اور اس کی افادیت میں کلام نہیں۔ (ر-ہ)

The Islamic Nation (امت مسلمہ)، علی نواز میمن۔ ناشر: دین گارڈ بکس، ۴۵ دی مال، لاہور۔ صفحات: ۲۶۱۔ قیمت: درج نہیں۔

امریکی صدر جارج بش کے پیش کردہ نئے عالمی نظام (New World Order) کے نظریے نے دنیا بھر میں کھلبلی مچا دی ہے۔ اس موضوع پر متعدد مطبوعات سامنے آئی ہیں۔ علی نواز میمن نے اپنی زیر نظر کتاب میں ایک نئے انداز سے نیو ورلڈ آرڈر اور امت مسلمہ کے تعلق کار کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ کتاب کا ضمنی عنوان ہے: نئے عالمی نظام میں مسلمانوں کی حیثیت اور ان کا مستقبل۔

مصنف نے جو ربع صدی تک عالمی بنک کے لیے خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں، اپنے جملہ تجربات

اور معلومات کو اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ مسلم اقتصادیات، مسلم عمرانیات، مسلم افواج، مسلم حکومتیں، مسلم روحانیات، مسلم بلاد اور مسلم نشاۃ ثانیہ جیسے مباحث کے ساتھ تفصیلی تائیدی گوشوارے بھی پیش کیے گئے ہیں۔ مصنف نے اعداد و شمار کے ذریعے بعض حقائق کی طرف متوجہ کیا ہے، مثلاً یہ کہ دنیا کی دس فی صد آبادی نے پچاس فی صد عالمی وسائل پر قبضہ کر رکھا ہے یا یہ کہ مسلم نوجوانوں کو مغرب میں بقائے مذہب کی جدوجہد کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے یا یہ کہ مغربی ممالک خصوصاً امریکہ اور مغربی یورپ کے حکمران اور دانش ور اسلامی خطرے سے بلاجواز خوفزدہ ہیں یا یہ کہ مشرق اور مغرب کے درمیان مکالمے کا آغاز ہونا چاہیے وغیرہ۔

بلاشبہ مصنف نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے لوازمہ فراہم کیا ہے جو قابل داد ہے مگر یہ گزارش کرنا بھی ضروری ہے کہ موصوف نے بعض مسائل کو سطحی نظر سے دیکھا ہے۔ اسی لیے کئی معاملات پر ان کی راے محل نظر ہے، مثلاً جمال عبدالناصر، ذوالفقار علی بھٹو اور معمر القذافی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان کے اچھے برے ہونے کا فیصلہ اللہ ہی کر سکتا ہے (ص ۸۹)۔ بلاشبہ اللہ کے فیصلے اور گرفت سے کسی کو مفر نہیں ہے لیکن کسی شخص کے دنیاوی اعمال سے بھی تو اس کے نیک و بد ہونے کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

اسی طرح سود کے بارے میں یہ کہنا کم علمی ہے کہ: "سود کی ہر حال میں ممانعت نہیں ہے"۔ (ص ۸۷) اور یہ بات ایک بڑے فتنے کو ہوا دینے کے مترادف ہے۔ اسلامی حکومتوں کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے مصنف نے افراط و تفریط سے کام لیا ہے۔ ایران اور سعودی عرب کی حکومتیں اپنے تمام مظاہر میں سو فی صد اسلامی نہیں ہیں، نہ نائیجیریا اور سوڈان اور ملائیشیا کے تجربات حرف آخر ہیں اور نہ مصر کے حکمرانوں کا طرز عمل قابل تقلید ہے۔ جدید دور میں سائنٹیفک بنیادوں پر ریاست کی تشکیل میں ملائیشیا کا تفصیلی مطالعہ پیش کرنا مناسب تھا۔ اسی انداز میں انڈونیشیا کا تذکرہ بھی مفید رہتا۔ جہاں تک جنوبی ایشیا اور افریقہ کے انتہائی پس ماندہ، غریب اور قرضوں میں جکڑے ہوئے ممالک کے طرز عمل کا تعلق ہے ان کی مقامی فروگذاشتوں کے علاوہ ان غیر ملکی حکمرانوں کا بھی دخل ہے، خصوصاً امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی، ہالینڈ اور پرتگال جنھوں نے چھوٹے غریب ممالک کو اپنی نو آبادیات بنایا اور ان کے اثرات، آزادی کے بعد سو سال میں بھی زائل نہ ہو سکے۔ پاکستان کا معاملہ بھی اسی پس منظر میں زیر بحث لانا چاہیے تھا۔ حیرت ہے کہ فاضل مصنف نے نو آبادیاتی دور کے مضر اور دور رس اثرات کا کماحقہ تنقیدی جائزہ نہیں لیا۔ قادیانیوں اور بہائیوں کا ذکر مسلم فرقوں کے ضمن میں کیا گیا ہے حالانکہ ان دونوں گروہوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آغا خانیوں کے بارے میں بھی مسلم امت کا فیصلہ سب کے سامنے ہے۔ چیچنیا کے اندر جاری جنگ آزادی کو، مغرب کی تقلید میں خانہ جنگی قرار دینا درست نہیں ہے۔

کتاب کے مباحث کی روشنی میں دو امور غور طلب ہیں: پہلی بات تو یہ ہے کہ اقتصادی خوشحالی، فوجی

بالادستی' اسلحے کے انبار' شرح خواندگی' بے روزگاری کا خاتمہ' صاف ستھری فضا' صحت' علاج' ملازمت اور تعلیم کے مواقع ایسے موضوعات مغرب کے عطا کردہ ہیں۔ بلاشبہ یہ امور بھی قابل توجہ ہیں مگر احیاے امت اور اسلام کی بالادستی کا خواب "کی محمدؐ سے وفا تو نے ---" ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ اگر اس مرکزی نکتے پر زور نہ دیا گیا تو کہیں کی اینٹ' کہیں کا روڑا جمع کرنے سے امت کی نشات ثانیہ کا خواب حقیقت نہ بن سکے گا۔ کیمونزم' سرمایہ داری' جنسی طوفان اور مسخ شدہ عیسائیت کا اسلام دشمن کردار الگ الگ مظاہر (individual phenomenon) نہیں ہیں بلکہ ان سب کی جڑیں اللہ سے بغاوت میں پیوست ہیں۔ میمن صاحب نے ان مختلف مظاہر کو الگ الگ سمجھتے ہوئے مختلف معاملات پر جو جزوی بحثیں قائم کی ہیں ان کو کسی ایک نکتے تک محدود کیا جائے تو ماخذ کا پتا بھی چل سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بوسنیا اور جموں و کشمیر کے مظلومین پر گفتگو کرتے ہوئے وہ چند پیراگراف سے زیادہ نہ لکھ سکے۔ مغرب کی تشبیہ' استعارہ' حل مسائل اور نقد معاملات کو ہو بہو مسلم معاشروں پر منطبق کر دینا درست نہیں' اس سے مسائل الجھ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی شدت پسند تحریکوں اور بھارت کی آر ایس ایس کا یکجا تذکرہ نظر آتا ہے حالانکہ امر واقعہ میں ایسا نہیں ہے۔

مصنف کی معلومات کا ماخذ عموماً اقوام متحدہ اور عالمی بنک کی ۱۹۹۴ تک شائع شدہ رپورٹیں ہیں۔ اسلامی بیداری کے لیے موصوف نے جو سفارشات مرتب کی ہیں وہ مطالعے کے قابل ہیں۔ بایں ہمہ بعض موضوعات پر مزید تفصیلی مطالعے کی ضرورت ہے۔ مصنف امت کے لیے خیر خواہانہ جذبات رکھتے ہیں۔ کتاب کا اختتام اس دعا پر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ امت کو صراط مستقیم پر گامزن کرے تاکہ وہ دنیا کی بہتر صورت گری میں معاون ہو سکے۔

طلبا' محققین اور سیاسیات و ابلاغ سے وابستہ افراد اپنے موضوع پر اسے ایک مفید اور معلومات افزا کتاب پائیں گے۔ بڑے اشاعت گھروں سے شائع ہونے والی کتابوں پر قیمت کا عدم اندراج افسوس ناک ہے۔ (محمد ایوب منیر)

قرآن : سب کے لیے ' (سووینیر) مرتب: طارق فار قلیط فلاحی۔ ناشر: شعبہ نشرو اشاعت' جماعت اسلامی (ہند) اترپردیش' دارالاسلام مولوی گنج لکھنؤ۔ صفحات: ۹۸۔ قیمت: درج نہیں۔

بھارت کے صوبے اترپردیش کی آبادی ساڑھے پندرہ کروڑ ہے۔ آبادی کے لحاظ سے دنیا کے چھٹے ملک کے برابر! یہاں جماعت اسلامی نے ۲۴ تا ۲ نومبر ۹۶ ہفتہ تعارف قرآن کے دوران سیمی نار' کانفرنس' ریلی اور دوسرے پروگراموں کے ذریعے وسیع پیمانے پر قرآن کے ہندی ترجمے کی اشاعت کی۔ زیر تبصرہ سووینیر

اس کی رپورٹ اور قرآن پر چند معیاری مضامین کا مجموعہ ہے۔ ہفتے کے دوران چار سو مقامات پر پروگرام ہوئے۔ تقریباً ایک لاکھ افراد تک جن میں ۸۰ ہزار غیر مسلم تھے، پیغام پہنچایا گیا۔ اس کے لیے فنڈ عام مسلمانوں سے جمع کیا گیا جنھوں نے قرآن ہدیہ دینے کے لیے خوشی خوشی کوپن خریدے۔ اس تعارف کے نتیجے میں جہاں غیر مسلموں کے اندر قرآن کی طرف رجوع ہوا، خود مسلمانوں میں قرآن کو سمجھنے کی طرف توجہ ہوئی ہے کہ غیر مسلموں کو دے رہے ہیں، خود تو جانیں کہ قرآن کو اختیار کرنے کی ضرورت غیر مسلموں سے پہلے مسلمانوں کو ہے۔ مسلمان جانتے ہیں کہ ان کے زوال کا سبب ترک قرآن ہے۔ ان کی عظمت کا راستہ قرآن سے گزر کر ہی جاتا ہے۔ اس مہم سے جماعت کے کارکنوں کے سامنے کام کا وسیع میدان کھل گیا ہے۔ اتر پردیش میں جماعت اسلامی کے ایک ہزار ارکان، ۲ ہزار کارکن اور ۲۵ ہزار متفقین ہیں۔ مردوں کے لیے تعلیم بالغاں کے ۵۰ اور لڑکیوں کے لیے ۵۳ مراکز ہیں۔ تعلیمی ادارے لڑکوں کے لیے ۲۳ اور لڑکیوں کے لیے ۵۳ ہیں۔ (مسلم سجاد)

الجامع فی الحدیث، امام حافظ عبداللہ بن وہب بن مسلم القرشی، محقق: ڈاکٹر مصطفیٰ حسن حسین محمد ابو الخیر۔ ناشر: دار ابن الجوزی، دمام، سعودی عرب۔

امام ابن وہب (عبداللہ بن وہب بن مسلم المصری القرشی الفہری، ابو محمد ۱۹۷ھ) کا شمار دوسری صدی کے ائمہ اجل اور امام مالکؒ کے ممتاز تلامذہ میں ہوتا ہے۔ امام صاحب سے استفادے کی نیت سے آپ نے مصر سے سفر کرتے ہوئے ۲۴ حج کیے۔ امام مالکؒ نے آپ کے بارے میں رائے دی: "ابن وہب امام و عالم ہیں"۔ امام احمد بن صالح نے فرمایا: "امام ابن وہب کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے، حجازیوں، شامیوں، اور مصریوں میں ان سے زیادہ حدیث کا کوئی عالم نہیں ہے"۔ آپ نے مزید فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی وسیع سلطنت میں امام ابن نافع اور امام ابن وہب سے بڑھ کر کوئی عظیم نہیں ہے"۔ امام ابن وہب کا شمار تبع تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ نے امام ہشام ابن عروہ تابعی کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے عراق، مصر و حجاز کے ۴۰۰، ائمہ اجل سے استفادہ کیا اور ائمہ و محدثین کی ایک کثیر تعداد نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

امام ابن وہب کی کثیر تصنیفات میں سے ہمارے علم کی حد تک اب تک ایک مختصر سی کتاب "القدر" ہی زیور طبع سے آراستہ ہوئی ہے اور بقیہ کتابیں مفقود ہیں یا پھر مخطوطات کے کتب خانوں میں بند پڑی ہیں۔

خدا کا شکر ہے ڈاکٹر مصطفیٰ حسن ابو الخیر کو توفیق ہوئی کہ انھوں نے جامعہ ازہر سے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کرنے کے لیے امام ابن وہب کی ایک اہم کتاب "الجامع فی الحدیث" کو منتخب کیا اور تیسری صدی

ہجری کے اس واحد مخطوطے کو اپنی تحقیق و تبییض کا مرجع بنایا۔ اس طرح "موطا امام مالک" (دوسری صدی ہجری) کے قریبی دور کی، حدیث کی یہ قدیم کتاب جدید تحقیقی اصولوں کے ساتھ مرتب ہو کر پہلی مرتبہ منظر عام پر آئی ہے۔ اس کتاب میں جملہ ۱۷۷ احادیث پائی جاتی ہیں۔ ان کی سند عالی ہے۔ محقق نے ہر حدیث کی تخریج کی، دوسری کتب حدیث سے ان کا مقارنہ کیا ہے اور رجال حدیث پر احکامات کو حوالے کے ساتھ نقل کیا ہے۔

یہ کتاب اہل علم کے لیے ایک تحفہ ہے۔ ہمیں امید رکھنی چاہیے کہ عالم عرب میں طلبہ و علما کی کتابوں میں دلچسپی سے جس طرح مدفون خزانے ظہور پذیر ہو رہے ہیں، یہ دلچسپی کبھی نہ کبھی برعظیم ہندو پاکستان میں بھی پیدا ہو گی۔ (عبدالمتین منیری)

خونی لکیر، صغیر قمر۔ ناشر: پیرا میڈیا کیمونی کیشن، راولپنڈی۔ صفحات: ۱۳۲۔ قیمت: ۱۳۰ روپے۔

افسانوں کا یہ مجموعہ اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ قوموں کی زندگی میں وہی لوگ قوم کی آنکھ کا تارا بنتے ہیں جنھیں آزادی، اپنے جان و مال سے زیادہ عزیز ہو اور صفحہ ہستی پر صرف وہی قوم زندہ رہ سکتی ہے جسے اپنی آزادی کی قدر و قیمت معلوم ہو اور وہ زندگی اور موت کا مفہوم بھی سمجھتی ہو۔ ان افسانوں میں صغیر قمر نے قائداعظمؒ کے اس فرمان کو روشن اور عیاں تر کیا ہے کہ کشمیر کی آزادی پاکستان کے لیے شہ رگ سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔

کشمیر کے حوالے سے لکھنے والوں میں صغیر قمر کا نام بہت نمایاں ہے۔ وہ ایک عرصے سے قلمی جہاد میں مصروف ہیں۔ ان کے افسانے جہاں فن کی کسوٹی پر پورے اترتے ہیں وہاں ایسی حقیقتوں کو اجاگر کرتے ہیں جو قاری میں ذوق شہادت کو بیدار کرتی ہیں اور جذبہ جہاد کو اور زیادہ جلا دیتی ہیں۔ ان افسانوں کو پڑھتے ہوئے لگتا ہے کہ یہ غاصب ہندوؤں کے تسلط کے خلاف مجاہدوں کی تگ و تاز کی حقیقی داستانیں ہیں۔ کتاب میں ایسی رنگین تصاویر کو بھی شامل کیا گیا ہے جو کشمیریوں اور مجاہدین پر بھارتی حکمرانوں کے تشدد کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اس جدت (یا "بدعت") نے اسے زندگی اور حقیقت کے اور قریب کر دیا ہے۔ یہ افسانے ذوق عمل کو ابھارتے ہیں۔ بقول بشریٰ رحمٰن: "ان افسانوں کی بنیاد ہی ایک ایمان کامل پر ہے--- یہ افسانے مسجدوں کے گنبدوں سے نکلنے والی صدا کی طرح ضمیر کو جگاتے اور بھلائی کی طرف بلاتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں"۔ کتاب پر بعض معروف اہل قلم عطاء الحق قاسمی، بشریٰ رحمٰن، مجیب الرحمٰن شامی اور لیاقت بلوچ کے توصیفی تاثرات بھی شامل ہیں۔ (عبداللہ شاہ ہاشمی)

ماہنامہ **رفیق منزل**، مسلم تعلیمی تحریکات و شخصیات نمبر (مئی، جون ۱۹۹۷)، مدیر: ایاز احمد اصلاحی۔ پتہ ۲۳۰، ابو الفضل انکلیو، اوکھلا، نئی دہلی ۲۵۔ صفحات: ۱۴۴۔ قیمت: ۲۵ روپے۔

امت مسلمہ کی روحانی و مادی اور تہذیبی و تمدنی تعمیر و ترقی میں علم و دانش اور تعلیم و تعلم کو خشت اول کی حیثیت حاصل ہے۔ حصول علم کے لیے ہادی اعظمؐ کی تاکید و فکر مندی مسلم ہے۔ مسلمان، بساط عالم پر، اسی حکمت اور علمی برتری کے سبب ہی ایک عظیم عالمی قوت بن کر ابھرے اور یورپ کی ترقی کا راز بھی اسی نکتے میں مضمر ہے۔ بقول اقبال ۔

قوت افرنگ از علم و فن است از ہمیں آتش چراغش روشن است

مگر یہ کیسا المیہ ہے کہ العلم سلاحی کی علم بردار قوم، آج حد درجہ علمی و تعلیمی پسماندگی کا شکار ہے اور یہی اس کے سیاسی، معاشی اور تمدنی انحطاط کا بنیادی سبب ہے۔ "رفیق منزل" کی زیر نظر اشاعت، تعلیم کی تاریخ اور مباحث پر ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہم نے کیا کچھ کیا؟ (دیوبند، علی گڑھ، جامعہ ملیہ، عثمانیہ، مدرسۃ الاصلاح، ندوہ، جامعہ ہمدرد، جماعت اسلامی، ایس آئی او Islamic Organization Students' جیسی تعلیمی و علمی تحریکوں اور اداروں کی کاوشیں) اور ہمارے "سلاطین علم" کے علمی نظریات، تعلیمی خدمات اور سرگرمیاں کیا رہیں؟ (شاہ ولی اللہ، محمد قاسم نانوتوی، سرسید، شبلی، فراہی، جوہر، مودودی، ذاکر حسین، ابو الکلام، افضل حسین، حکیم عبدالحمید، علی میاں، سید حامد، سید محمد سلیم اور ڈاکٹر ممتاز احمد خاں)۔ تعلیم کے موضوع پر نظری و عملی مباحث، فلسفہ، افکار، مختلف تعلیمی تجربات، تعلیمی تحریکیں، منصوبے، نصابات اور متنوع تجربات ـــــ غرض تعلیم پر یہ جامع مگر وقیع دستاویز ہے۔ مرتبین کی محنت قابل داد و تحسین ہے۔

سب سے اہم سوال: کیا افراد، ادارے، تحریکیں اور حکومتیں غور کریں گے کہ ہم قوموں کے عروج و زوال میں علم اور تعلیم (فکر، دانش، تحقیق) کو قرار واقعی اہمیت دے رہے ہیں؟ (د - ہ)

فی ظلال القرآن، سید قطب شہیدؒ۔ جلد ششم، اردو۔ ترجمہ: سید معروف شاہ شیرازی۔ ادارہ منشورات اسلامی، بالمقابل منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔ صفحات: ۷۶۱۔ ہدیہ: ۳۷۵ روپے۔

زیر نظر جلد کے ساتھ فی ظلال القرآن کے اردو ترجمے کی تکمیل ہو رہی ہے۔ (جلد اول پر تبصرہ: ترجمان: اکتوبر ۱۹۹۵) فالحمد للہ علی ذالک۔ اللہ تعالیٰ اسے مترجم کے لیے خیر و برکت اور قارئین کے لیے ذریعہ ہدایت بنائے۔ سورۃ الذاریات سے تا آخر، یہ جلد اچھے معیار پر چھپی ہے۔ ہدیہ بہت مناسب ہے۔ (د - ہ)